

ایصال ثواب کے طریقے



ما ینتفع بہ المیت اعداد و ترتیب: مختار احمد مدنی

المکتب التعاونی للدعوة والإرشاد
وتوعية الجاليات بالجبیل
Jubail Da'wah & Guidance Center
Al Rajhi Bank: 1466080 10000219
www.jubail-dawah.com Info@jubail-dawah.com
Tel. 3625500 Fax. 3626600



۲۔ میت کی طرف سے حج و عمرہ کرنا: سنان بن عبد اللہ الجعفی کو ان کی بیوی نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ

پوچھنے کے لئے بھیجا کہ ان کی ماں وفات پا چکی ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا تھا اب اگر میں اپنی ماں کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کی طرف سے کافی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا اور تم اسے ادا کرتی تو کیا وہ ادا نہ ہوتا؟ انہوں نے کہا: ضرور! آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری بیوی کو چاہیے کہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے۔ [صحیح ابن خزيمة صحیح سنن النسائي قبیلہ حمید کی ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے قبل ان کی وفات ہو گئی کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اپنی ماں کی طرف سے حج کرو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی؟ اس نے کہا: ضرور! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے حق کو ادا کرو کیونکہ اللہ ادائیگی حق کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ [بخاری ج/۱۸۵۲] البتہ دوسرے کی طرف سے حج کرنے والوں کے لئے شرط ہے کہ وہ پہلے اپنا حج کر چکے ہوں، اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو ”لبیک عن شرمہ“ کہتے ہوئے سنا، آپ نے پوچھا: شرمہ کون ہے؟ اس نے کہا: میرا بھائی ہے یا یہ کہا کہ میرا قریبی رشتہ دار ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اپنی طرف سے حج کر لیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: پہلے اپنی طرف سے حج کرو پھر شرمہ کی طرف سے [صحیح سنن ابوداؤد]

۳۔ میت کو اس مردہ سنت کا ثواب پہنچانا ہے جس کو اس نے اپنے عمل سے زندہ کیا اور بعد میں اس پر عمل ہوتا رہا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام میں کسی سنت کو جاری کرے تو اس کے لئے اپنا اجر ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے کسی کے اجر میں کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کیا اس پر اس کے اپنے گناہ کا بوجھ ہوگا اور ان لوگوں کا بھی جو اس پر عمل کریں گے کسی کے بوجھ میں کمی نہیں ہوگی [صحیح مسلم]

۸۔ زندہ لوگوں کی طرف سے قربانی میں میت کو بھی شامل کر لینا اس کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے مثال کے طور پر کوئی آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرے اور اس کی نیت اہل خانہ میں زندہ اور مردہ سارے افراد ہوں اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا عمل ہے آپ ﷺ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے قربانی کرتے تھے ظاہر ہے آپ ﷺ کے اہل خانہ میں ایسے بھی تھے جن کی وفات ہو چکی تھی مثال کے طور پر آپ کی زوجہ مطہرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا۔

میت کو ثواب پہنچانے کے لئے مذکورہ بالا اعمال ہی ثابت ہیں ان کے سوا ایصال ثواب کا اگر کوئی نیا طریقہ ایجاد کریں گے تو اس کا ثواب میت کو تو پہنچنے سے رہا خود گناہگار ہوں گے اور مال بھی ادا کرتے ہی جائے گا اللہ رب العالمین تمام مسلمانوں کو کتاب و سنت کے مطابق چلنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

جنازہ پڑھانے سے پہلے اس کے بارے میں پوچھئے، اگر اس پر قرض ہوتا تو حاضرین کو صلاۃ جنازہ پڑھنے کا حکم دیتے اور خود نہیں پڑھتے لیکن جب فتوحات سے مال و دولت کی کثرت ہو گئی تو آپ ﷺ بیت المال سے میت کے قرضہ کو ادا کر دیتے پھر اس کی صلاۃ جنازہ پڑھاتے۔

۴۔ صالح اولاد جو بھی نیک عمل کرتی ہے جیسے صدقہ و خیرات حج و عمرہ اور صوم وغیرہ اس کا اجر والدین کو بھی پہنچتا ہے کیونکہ اولاد والدین کی کمائی اور صدقہ جاریہ ہوتی ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: سب سے پاکیزہ چیز جو انسان کھاتا ہے اس کی (اپنے ہاتھ کی) کمائی ہوتی ہے اور اولاد انسان کی کمائی ہے [صحیح ابن ابی داؤد] عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عاص بن وائل السہمی نے اپنی طرف سے سو گردن آزاد کرنے کی وصیت کی ان کے بیٹے ہشام نے پچاس گردن آزاد کر دیا، ان کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے باقی پچاس گردنوں کے آزاد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، لیکن انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کر لیتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے باپ نے سو گردن آزاد کرنے کی وصیت کی تھی ہشام نے پچاس گردن آزاد کر دیئے ہیں، کیا میں بقیہ پچاس گردن ان کی طرف سے آزاد کروں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتے اور تم لوگ آزاد کرتے یا ان کی طرف سے صدقہ کرتے یا حج کرتے تو ان کو پہنچتا [ابوداؤد] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد جو نیک عمل کرتی ہے اس کا اجر براہ راست والدین کو پہنچتا ہے ہدیہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اچانک میری ماں کی وفات ہو گئی اور وہ کچھ وصیت نہ کر سکیں، لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر انہیں گفتگو کا موقع ملتا تو ضرور صدقہ کا حکم دیتیں! اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اور ہمیں اس کا اجر ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں [صحیح بخاری] یہاں یہ واضح رہے کہ عام انسان کی طرف سے صدقہ کا اجر میت کو نہیں پہنچتا ہے صرف اولاد کی طرف سے صدقہ کا اجر والدین کو پہنچتا ہے۔

۵۔ انسان جو نیک اعمال اور صدقہ جاریہ چھوڑ کر جاتا ہے اس کا بھی اجر اسے ملتا رہتا ہے ارشاد بانی ہے ﴿وَنُكَتِبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ﴾ اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں [یسین: ۱۲] نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) فائدہ مند علم اور (۳) نیک اولاد کی دعا [صحیح مسلم]

صدقہ جاریہ سے مراد وہ عمل ہے جو انسان اپنی زندگی میں کر کے جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ اس سے فیضاب ہوتے ہیں جیسے مسجد مدرسہ، مسافر خانہ، راستہ، یا پل وغیرہ بنوایا کنواں کھدوایا یا مصحف وقف کر دینا وغیرہ۔

ہمارے یہاں جب کسی کی وفات ہو جاتی ہے تو اسے ثواب پہنچانے کے لئے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں کوئی قرآنی خوانی کرواتا ہے تو کوئی تیجہ دسواں چالیسواں اور برسی وغیرہ مناتا ہے کوئی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھنے کی رسم ادا کرتا ہے تو کوئی کھانا تقسیم کرتا ہے ان کے علاوہ بھی بہت سارے امور انجام دیئے جاتے ہیں ایصالِ ثواب کی خاطر کئے جانے والے ان اعمال کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم ان اعمال کی ہے جو خالص ہندو و نہرسمیں ہیں جیسے تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں اور برسی وغیرہ اس لئے ان پر رد لکھنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں اسلام میں ان کی کیا حیثیت ہے کتاب و سنت کا معمولی علم رکھنے والا ایک مسلمان اس سے بخوبی واقف ہے ان اعمال کی حرمت پر نبی کریم ﷺ کا صرف یہی فرمان کافی ہے (مَنْ تَبِعَنِي بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) یعنی جو کسی قوم کے طور طریقے اپنائے گا وہ اسی میں شمار ہوگا مسند احمد ابوداؤد [دوسری قسم ان اعمال کی ہے جن پر کتاب و سنت کا غلاف چڑھا کر سادہ لوح مسلمانوں کو ہموک دے کر باطل طریقے سے ان کے مال و دولت کو لوٹا جاتا ہے اس کی سب سے واضح مثال قرآن خوانی کی ہے جس کا بہت ہی زیادہ رواج ہے حالانکہ وہ سراسر بدعت ہے کیونکہ قرآن خوانی ایک عبادت ہے اور عبادتیں توقیفی ہوتی ہیں یعنی عبادتوں میں قیاس کا دخل نہیں ہوتا کہ جس عبادت کو ہماری عقل نے اچھا سمجھا اسے کرنے لگے اور جس کو برا سمجھا اس کو ترک کر دیا عبادت کا انحصار وحی پر ہے جن اعمال کا ثبوت قرآن یا سنت صحیحہ سے ہوگا انہیں انجام دیا جائے گا اور جن کا ثبوت نہیں ہوگا ان سے اجتناب کیا جائے گا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن خوانی جائز اور باعث اجر و ثواب ہے تو قرآن مجید کی کس آیت میں اللہ رب العالمین نے اس کا حکم دیا ہے؟ اس کے برعکس اللہ رب العالمین ہمیں بڑے واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ لِّبَشَرٍ مِّنْ كَانَ حَيًّا وَيُحِقُّ الْقَوْلَ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ یہ تو محض نصیحت اور واضح قرآن ہے تا کہ اس شخص کو جو زندہ ہو ہدایت کا راستہ دکھائے اور کافروں پر بات پوری ہو جائے [سورت یسین: ۶۹] یعنی یہ کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید کو زندہ لوگوں کے لئے نازل کیا ہے کہ وہ اس کی حفظ و تلاوت کریں اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں اس کا نزول اس لئے نہیں ہوا ہے کہ مرنے والوں کی قبروں پر جا کر اس کی تلاوت کی جائے یا ان کے حق میں پڑھ کر انہیں بخشتا دیا جائے معلوم یہ ہوا کہ قرآن مجید ہمیں قرآن خوانی سے روکتا اور منع کرتا ہے اور جب نبی کریم ﷺ کی احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں کوئی ایسی حدیث نہیں ملتی جس میں آپ نے اس کا حکم دیا ہو یا آپ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر غشی اختیار کی ہو یا آپ ﷺ نے کبھی کیا ہو سوال یہ ہے کہ اگر یہ عمل جائز ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اپنی اولاد کے لئے کیوں نہیں کیا اسی طرح خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام

نے اپنے وفات شدہ رشتہ داروں کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیوں نہیں کیا کیا ہم نبی کریم ﷺ یا آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ نیک متقی اور خیر کے متلاشی ہیں حاشا دکھا اور جہاں تک وفات کے وقت سورت یا سین کی تلاوت کی بات ہے تو اس کے متعلق جتنی بھی حدیثیں بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف یعنی ناقابل عمل ہیں اسی طرح قبروں پر فاتحہ یا قرآن کی تلاوت کا مسئلہ ہے تو وہ بھی دین میں بدعت ہے نبی کریم ﷺ نے قبرستان میں قرآن اور صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا ہے ایک حدیث میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورت بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے [مسلم] نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے گھروں میں صلاۃ پڑھو ان کو قبرستان نہ بناؤ [سنن ترمذی] آپ ﷺ نے قبرستان کی زیارت کے وقت یہ دعا سکھائی ہے (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ) اے مومنوں اور مسلمانوں کی جماعت تم پر سلامتی ہو ہم بھی تم سے غفر رب ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

لہذا قبرستان کی زیارت کے وقت صرف یہ دعا پڑھی جائے سورت فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی تلاوت نبی کریم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام میں ایسے اعمال ہیں جن کا ثواب میت کو پہنچتا رہتا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن و سنت سے کچھ ایسے اعمال ثابت ہیں جن کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے لیکن اس بحث میں جانے سے پہلے کہ کن اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا ہے سب سے پہلے یہ قاعدہ اور اصول ہر شخص کے ذہن میں ہونا چاہیے کہ انسان کو صرف انہیں اعمال کا فائدہ پہنچتا ہے جنہیں وہ خود انجام دیتا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ یعنی انسان کو صرف اپنی محنت کا صلہ ملتا ہے [سورت النجم: ۳۹] دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَخْشَوْا يَوْمَ لَا تَخِذُ يَدُكَ عَنْ وَادِّهِ وَلاَ تُولُودُ هُوَ جَازٍ عَنْ وَادِّهِ شَيْئًا﴾ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے [سورت لقمان: ۳۳] یعنی ہر شخص کو اپنا عمل ہی کام آئے گا اس لئے انسان کو دوسرے کی بجائے اپنے دست و بازو پر بھروسہ ہونا چاہیے لیکن جیسا کہ مشہور قاعدہ ہے کہ ہر عام کی تخصیص ہوتی ہے اس لئے اس عام اصول سے قرآن و احادیث میں چند ایسے اعمال کی تخصیص کی گئی ہے جن کا فائدہ انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے اور یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے اس کے موجدین بندوں کے لئے خاص رحمت ہے کیونکہ مشرکین و بدعتیہ اشخاص اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق نہیں ہیں۔

قرآن و سنت صحیح کی روشنی میں جن اعمال کا ثواب مرنے کے بعد انسان کو پہنچتا ہے وہ یہ ہیں :

۱۔ مسلمان بھائی کی دعا: اخلاص سے کی گئی دعا کا فائدہ میت ہو یا زندہ مسلمان دونوں کو پہنچتا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ اور ان کے بعد آنے والے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور اہل ایمان کے لئے ہمارے دلوں میں کینہ نہ ڈال اے ہمارے رب بلاشبہ تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے [سورت الحشر: ۱۰] رہی اس کے متعلق حدیثیں تو بہت ہیں انہی میں سے نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے: مسلمان کی اپنے مسلم بھائی کے لئے غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مامور ہوتا ہے وہ جب اپنے بھائی کے لئے خیر کی دعا کرتا ہے فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے لئے بھی اسی جیسی دعا ہے۔ [صحیح مسلم]

۲۔ میت کی طرف سے اس کے ولی و سرپرست کو نذر کا صوم رکھنا: اگر کسی نے صوم کی نذر مانی تھی لیکن پوری کرنے سے قبل اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے اولیاء و سرپرست اس نذر کو پوری کریں گے اس کا ثواب میت کو بھی پہنچے گا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مر جائے اور اس کے ذمہ صوم ہو تو اس کے ولی اس کی طرف سے رکھیں [بخاری و مسلم] اس حدیث میں گرچہ آپ ﷺ نے مطلق صوم کو ذکر کیا ہے لیکن اس سے مراد نذر ہی کے صوم ہیں جیسا کہ دوسری احادیث سے اس کی تعیین ہوتی ہے، یہی ام المؤمنین عائشہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام اہل السنۃ والجماعت احمد بن حنبل کا قول ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سمندر کا سفر کیا اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے صحیح سالم پہنچا دیا تو ایک ماہ کا صوم رکھے گی اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دے دیا لیکن نذر پوری کرنے سے قبل اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی بہن یا بیٹی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا نہیں کرتی؟ اس نے کہا: ضرور آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ ہتھار ہے تم اپنی ماں کی طرف سے نذر پوری کرو [ابوداؤد و نسائی]

۳۔ مقروض میت کی طرف سے کسی بھی شخص کا قرض کو ادا کرنا: سعد بن الاطلول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے بھائی کا انتقال ہو گیا انہوں نے تین سو درہم اور اپنے عیال کو چھوڑا میرا ارادہ یہ تھا کہ چھوڑی ہوئی رقم کو ان کے عیال پر خرچ کروں لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی قرض کی وجہ سے مجبوس ہے تم جاؤ ان کا قرض ادا کرو میں نے جا کر قرض ادا کیا پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ: دو دینار کے سوا میں نے تمام قرضہ ادا کر دیا ان دو دینار کے بارے میں ایک عورت کا دعویٰ ہے لیکن اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اسے دے دو وہ حق پر ہے اور ایک روایت میں ہے وہ سچی ہے [صحیح سنن ابن ماجہ] ابتداء میں نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ میت کی صلاۃ